Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۲۱ شعبان ۱۴۱۰ھ، ۱۹ امان ۱۳۶۹ہش، ۱۹ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۶۵

جماعت احمدیہ کا امتیاز

"آج اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ تمام دنیا میں یکتا و تنہا جماعت ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ کوئی اور مثال نہیں ہے کہ اس پہلو سے بحیثیت جماعت ایک عظیم الشان مالی قربانی کا نمونہ پیش کر رہی ہو"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۸ مارچ ۱۹۹۰ء)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت میں ذوق و شوق پیدا ہو اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو کر اس کی جگہ نیکیاں پیدا ہوں۔ جو شخص اس غرض کو ملحوظ نہیں رکھتا اور بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر کوئی تبدیلی کرنے کے لیے مجاہدہ اور کوشش نہیں کرتا جو کوشش کا حق ہے اور پھر اس قدر دعا نہیں کرتا جو دعا کرنے کا حق ہے تو وہ اس اقرار کی جو خدا تعالےٰ کے حضور کیا جاتا ہے سخت بے حرمتی کرتا ہے اور وہ سب سے زیادہ گنہگار اور قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ پس یہ ہرگز نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ بیعت کا اقرار ہی ہمارے لیے کافی ہے اور ہمیں کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ مثل مشہور ہے جو ئندہ یابندہ جو شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لیے کھولا جاتا ہے اور قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے۔۔ یعنی جو لوگ ہماری طرف آتے ہیں اور ہمارے لیے مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُن کے واسطے اپنی راہ کھول دیتے ہیں۔ اور صراطِ مستقیم پر چلا دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص کوشش ہی نہیں کرتا وہ کس طرح اس راہ کو پا سکتا ہے۔ خدا یابی اور حقیقی کامیابی اور نجات کا بھی یہی گُر اور اصول ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے سے تھکے نہیں نہ درماندہ ہو اور نہ اس راہ میں کوئی کمزوری ظاہر کرے"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ ۲۳۵)

تحریک جدید کے تحت قربانی کرنیوالوں کا حال

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تعلق ہے وہ فضل ان لوگوں پر بارش کی طرح اسطرح برسے ہیں کہ ان پر نگاہ پڑتی ہے تو قربانیاں کرتے ہوئے بھی شرم آنے لگتی ہے اللہ تعالےٰ نے ان خاندانوں کی کایا پلٹ دی۔ ان کی نسلوں کے رنگ بدل گئے۔ خدا نے ایسے فضل نازل فرمائے کہ پہچانے نہیں جاتے کہ یہ کون سے خاندان تھے۔ کس حالت میں رہا کرتے تھے اور کس تنگی ترشی میں گزارہ کیا کرتے تھے۔ وہ مزدور جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، اور جس نے تیس روپے سے اپنے چندے کا آغاز کیا تھا آج ان کا چندہ تین ہزار پانچ سو روپے سالانہ ہے اور وہ مزدور جس نے دس روپے سے اپنے چندے کا آغاز کیا تھا آج اس کا چندہ پانچ ہزار روپے سالانہ ہے اور وہ بچہ جس نے پانچ روپے کے ساتھ اپنے چندے کا آغاز کیا تھا، گزشتہ سال اس کا چندہ پانچ ہزار روپے سالانہ سے زائد تھا۔ پس ہر عمر کے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا۔ ہر طبقے کے لوگوں کو اپنے فضل سے نوازا۔ روحانی لحاظ سے بھی ان لوگوں نے بہت ترقیات حاصل کیں اور دنیوی لحاظ سے بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے اور ان کی اولادوں نے بھی ان کی قربانیوں کا اتنا پھل کھایا کہ سیری کے مقام تک پہنچ گئے اور وہ فضل ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ وہ ایک نسل سے تعلق رکھنے والے فضل نہیں ہیں بلکہ وہ دوسری نسل میں بھی جاری ہیں، تیسری نسل میں بھی جاری ہیں اور یہ معاملہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ زمانے کے لحاظ سے بھی لمبا ہو رہا ہے اور وسعت کے لحاظ سے بھی پھیلتا جا رہا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ نومبر ۱۹۸۲ء)

○ مکرم ساجد احمد صاحب ولد چوہدری عبدالماجد صاحب آف راولپنڈی کا نکاح ہمراہ عزیزہ طاہرہ نیلم صاحبہ بنت چوہدری نثار احمد صاحب آف راولپنڈی بعوض مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت راولپنڈی نے مورخہ ۲، فروری ۹۰ء کو بعد نماز جمعہ بیت النور میں پڑھا۔

مکرم ساجد احمد صاحب محترم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی کے نواسے ہیں۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

○ مورخہ ۲۸، جنوری ۹۰ء کو ربوہ میں مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش قادیان کی دو صاحبزادیوں کی تقریب رخصتانہ کا انعقاد ہوا۔ عزیزہ عالیہ پروین صاحبہ کی شادی مکرم لئیق احمد صاحب منیر ربوہ کے ہمراہ اور عزیزہ راشدہ پروین صاحبہ کی مکرم محمد انجم صاحب سیالکوٹ کے ہمراہ قرار پائی۔

تقریب رخصتانہ مکرم چوہدری حمید الدین صاحب اختر دارالعلوم غربی ربوہ کے مکان پہ ہوئی تلاوت قرآن کریم مکرم ناصر احمد صاحب جامعہ احمدیہ نے کی۔ جس کے بعد مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید نے دُعا کرائی۔

احباب کرام سے ان رشتوں کے ہر لحاظ سے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

عبدالشکور صاحب شکور بھائی چشمے والے گرفتار کر لئے گئے

مکرم عبدالشکور صاحب شکور بھائی چشمے والے کو ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو تھانہ سٹی سرگودھا نے ایس ایچ او بکاف عبدہ کا انگوٹھی پہننے پر گرفتار کر لیا۔ موصوف اس وقت سرگودھا جیل میں زیر حراست ہیں۔

ناظر امور عامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ـ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۹ امان ۱۳۶۹ ہش ـ ۱۹ مارچ ۱۹۹۰ء

دعا کی دولت

اگرچہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی کو سرے سے مانتے ہی نہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ زیادہ تعداد ـ بلکہ بہت زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے اور وہی ساری دنیا کا خالق و مالک ہے۔ لیکن جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اتنا ہی مان لینا کافی ہے۔ وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔ آخر صرف اتنا مان لینے سے کہ "خدا ہے" انسان کو کیا فائدہ ہے ـ جب تک خدا اس کی زندگی کے ہر لمحہ میں دخیل نہ ہو، جب تک خدا ہر آن اور ہر قدم پر کچھ کرتا دکھائی نہ دے اس کی ہستی پر ایمان لانے سے کیا فائدہ ـ یہ تو ایسا ہی ہے کہ انسان کے سامنے کھانا پڑا ہو اور وہ یہ بات کہتا رہے کہ کھانا موجود ہے۔ جب تک وہ اس کھانے کو استعمال نہ کرے اسے کھانے کی موجودگی کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

خدا کی ہستی پر یقین جبھی فائدہ دے سکتا ہے کہ ہم اس کو اپنی خدائی میں مصروف دیکھیں۔ ہمیں پتہ چلے کہ یہ بھی اس نے کیا ہے اور وہ بھی اس نے کیا اور ہر آن اور ہر لمحہ کچھ نہ کچھ کرتا ہے۔ بلکہ ہمیں اس سے بھی آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں خود اس سے کچھ کہہ کر کوئی بات کروانے کی ضرورت ہے۔ اس سے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ وہ ہماری سنتا ہے اور ہمارے کام کرتا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہ تو ممکن نہیں کہ ہم جو چاہیں۔ کہیں اور کروا لیں۔ لیکن یہ بھی تو ممکن نہیں ہونا چاہیئے کہ ہماری کوئی بات بھی نہ مانی جائے۔ کوئی بات بھی نہ مانی جائے تو یقیناً شک پیدا ہوگا کہ خدا کچھ کرتا بھی ہے یا نہیں ـ ہم دعا کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارے لئے مفید ہوتا ہے ہمیں مل جاتا ہے۔ جو نقصان دہ ہوتا ہے اس سے ہم بچائے جاتے ہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کو صحیح رنگ دینے کے لئے لازمی بات ہے کہ ہم اس سے باتیں کریں۔ ہم اس سے دعا مانگیں اور پھر یہ محسوس کریں کہ وہ ہماری دعائیں سنتا ہے۔ جو لوگ دعا کو لاشئے سمجھتے ہیں وہ کسی طرح بھی دہریوں سے بہتر نہیں ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"دعا کو لاشئے محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے"

رات بھیگے تو بھیگ جانے دو\
میرے اشکوں نے دی ہے اس کو نمی\
میں اندھیروں میں ڈھونڈتا ہوں تجھے\
آ گئی راس روشنی کی کمی

ابوالاقبال

جسم جب مائلِ پروازِ دگر ہوتا ہے\
منزلِ شوق کو پھر میرا سفر ہوتا ہے

ساحلِ ہوش پہ ہے دَرد کی دیوارِ عظیم\
آنکھ جھپکاؤ تو دیوار میں دَر ہوتا ہے

دِل سمجھتا ہے کہ لو آ گئی منزل اپنی\
قافلہ یاد کی وادی میں مگر ہوتا ہے

دِل نے اس وادیٔ وِیراں کو کیوں اپنایا\
ایسی سُنسان جگہ بھی کوئی گھر ہوتا ہے

کون جانے کہ یہاں وہ کبھی ملنے آئے\
کون جانے کہ یہاں اُس کا گُزر ہوتا ہے

وہ بَسائے گا یہاں جنّتِ جسم و جہاں\
جس کا ہر قطرۂ خوں باغِ ثمر ہوتا ہے

غالب احمد

ہمارا نام سمندر کی لہر لہر پہ ہے\
خلافِ گردشِ گرداب ہم ہی اُلجھے ہیں\
یہ ایک جہدِ مسلسل کا ہے ثمر یارو\
ثباتِ فکر کی زلفوں کے خم جو سلجھے ہیں

سبھی کو اَمن سے جینے کا حق جو دیتے ہیں\
لہو سے لکھے، سنوارے وہ خط ہمارے ہیں\
کبھی جو وقت ہو تاریخِ مہر پڑھنے کا\
وہاں پہ دیکھو! فقط دستخط ہمارے ہیں

عبدالکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

جنوبی افریقہ — پابندیوں کا نقصان؟

جنوبی افریقہ میں نسل پرستی کے سلسلے میں جو تبدیلیاں آئی ہیں اور جن میں ۶۰ کے قریب تنظیموں کو بحال کیا گیا ہے اور نیلسن منڈیلا کی سزائے قید بھی ختم کی گئی ہے کے نتیجے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیگر ممالک نے جو جنوبی افریقہ پر پابندیاں لگائی ہوئی تھیں۔ ان کو ختم کر دینا چاہیئے تاکہ وہاں کے صدر ایف۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ کلارک کو اس بات کا حوصلہ ملے کہ وہ نسل پرستی کی مزید پالیسیوں کو ختم کر سکیں۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال یہ ہے اور ان میں نیلسن منڈیلا بھی شامل ہیں کہ پابندیاں جاری رہنی چاہئیں کیونکہ یہی ایک ایسی بات ہے جسے جنوبی افریقہ نے اپنے اوپر ایک ناقابل برداشت بوجھ [illegible] کر ملک میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں اگر پابندیاں ہٹالی گئیں تو سفید فام گوروں کی حکومت پھر وہی رویہ اختیار کرے گی جو پہلے تھا۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ دیگر ممالک جب پابندیاں لگاتے ہیں تو ان میں زیادہ تر تجارتی پابندیاں ہوتی ہیں اور ان تجارتی پابندیوں کے واسطے سے جس ملک پر پابندی لگائی جاتی ہے۔ اس کی معاشی حالت کچھ زیادہ اچھی نہیں رہتی بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ یہ پابندیاں زندگی کے دوسرے شعبوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ چنانچہ جب صدر جنوبی افریقہ نے سیاہ فام لوگوں پر سے کچھ پابندیاں ہٹانے کا اعلان کیا تو وزیر اعظم برطانیہ مسز مارگریٹ تھیچر نے اپنی رہائش گاہ ۱۰ ڈاؤننگ سٹریٹ سے یہ بیان جاری کیا" جنوبی افریقہ میں جواب تبدیلیاں لائی جارہی ہیں وہ ہماری اس پالیسی کی سچائی اور درستی کی ایک دلیل ہیں کہ کسی سے الگ ہو جانے کی نسبت تعلقات کا جاری رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ ہم نہیں دیکھتے کہ تمدنی۔ سائنسی اور تعلیمی بائیکاٹ کسی طرح بھی معقول باتیں ہیں۔ یہ نسل پرستی کی پالیسیوں کو کمزور کرنے کا باعث ہیں"۔ یہ تو ہے مسز تھیچر کا خیال لیکن یہ بیان پڑھ کر ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ تجارت پر اور کھیلوں پر پابندیاں تو الگ بات ہے۔ ثقافت۔ سائنس اور تعلیمی امور پر پابندیاں کچھ عجیب سی لگتی ہیں۔ چنانچہ اب برطانیہ کے سائنس دانوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ اب سائنس کو بڑھاوا ملنے کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ یہ پابندی ۱۹۸۵ء میں لگائی گئی تھی۔ مستقبل میں مسز تھیچر کا بیان کہتا ہے ہم فنکاروں۔ سائنس دانوں اور تعلیم کے ماہرین کو جنوبی افریقہ جانے سے نہیں روکیں گے ہم امید رکھتے ہیں کہ انفرادی طور پر لوگ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں گے اور گفت و شنید کے ذریعے سائنس فن اور تعلیم کی ترقی کیلئے کام کر سکیں گے"۔

رائل سوسائٹی نے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ مسز تھیچر کے اس بیان پر کس طرح عمل درآمد کیا جائے۔ اگرچہ وہ مختلف مواقع پر ان باتوں پر غور کرتے رہے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا خیال مسز تھیچر کے خیال سے بالکل مختلف ہو اور وہ پابندی کو جاری رکھنا چاہیں۔ اسوقت ان کے جنوبی افریقہ کے فنکاروں۔ تعلیم کے ماہروں اور سائنس دانوں سے تعلقات منقطع ہیں۔ لیکن وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ ہر شخص کو آنے جانے اور گفت و شنید کی اجازت ہونی چاہیئے۔

جنوبی افریقہ میں بعض سائنس دانوں نے اس پابندی کے ختم کئے جانے کو کسی حد تک شک کی نظر سے دیکھا ہے۔ بوب سیریٹلو (BOB SERETLO) جو یونیورسٹی آف فورٹ ہیر (HARE) ان گراہمز ٹاؤن (GRAHAM'S TOWN) میں سائنس فیکلٹی کے ڈین ہیں۔ نے کہا ہے کہ جہاں تک پابندی کا تعلق ہے اس سے تعلیم کو نقصان پہنچا ہے۔ اور خاص طور پر جنوبی افریقہ کے عوام الناس کو اس سے نقصان ہوا ہے۔ سیریٹلو جنوبی افریقہ کے سب سے زیادہ نمایاں سائنس دان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک پابندیوں کا تعلق ہے انہوں نے تعلیم کو بہت زیادہ پیچھے ڈال دیا ہے اور اسی کی بنا پر سیاہ فام لوگ دنیا میں مقابلہ کرنے سے پیچھے رہ گئے۔ پروفیسر سیریٹلو نے کہا کہ جو سائنس دان اور سائنس کے اساتذہ دیگر ممالک سے جنوبی افریقہ آتے ہیں وہ ایک خاص اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جس سے ملک کے تعلیمی نظام کو مضبوط اور بہتر کیا جاسکے۔ لیکن انہوں نے یہ بھی کہا کہ باہر سے آنے والوں کے خیالات کی پذیرائی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ سیاہ فام لوگوں اور وہ جو بوجھ کے نیچے دبے ہوئے شہری ہیں۔ ان کو کوئی فائدہ پہنچے اب جنوبی افریقہ میں سفید فام یونیورسٹیاں سیاہ فام طلبا کو بھی داخل کرتی ہیں۔ لیکن ان کے داخلے کی شرائط نہایت سخت ہیں۔ ابھی تو ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ ڈی۔ کلارک کے ذہن میں کیا ہے۔ سوائے اس کے جو ان کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن جب ہمیں پتہ چل جائے گا تو ہم یورپین اور امریکن سائنس دانوں کو اپنے ملک میں بلا کر سیاہ فام لوگوں کی مدد کے پروگرام بنائیں گے اور انہیں اس سطح پر لانے کی کوشش کریں گے کہ وہ دنیا کے دوسرے لوگوں سے مقابلہ کر سکیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ نیلسن منڈیلا اور اُسکی پارٹی اے این سی پابندیوں کے نرم کرنے کے خلاف ہے۔ دلیل ان کی یہ ہے کہ اب اگر پابندیاں نرم کر دی گئیں تو سفید فام لوگ مزید تبدیلیوں کو برداشت نہیں کریں گے۔ پروفیسر مچل جن کی یونیورسٹی ہمیشہ نسل پرستی کی پالیسی کی مخالفت کرتی رہی ہے۔ نے کہا ہے کہ جہاں تک اقتصادی پابندیوں کا تعلق ہے۔ ان سے جنوبی افریقہ کو خاصا نقصان پہنچا ہے خصوصاً تعلیم کے شعبے میں اسوقت یونیورسٹیوں کے پاس کافی اساتذہ موجود نہیں ہیں۔ اسی طرح ٹیکنیکل کالج اور ٹیچرز ٹریننگ کالج کے پاس بھی اساتذہ کم ہیں۔ خاص طور پر جہاں سائنس پڑھائی جاتی ہے۔ اور حساب پڑھایا جاتا ہے وہاں کیلئے بہت سے مزید اساتذہ کی ضرورت ہے۔ اور ان اساتذہ کی کمی کی وجہ سے سیاہ فام طلباء کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

ایک عورت کی مہم

اقدار بدل گئی ہیں یا کیا۔ یہ تو سنتے آئے تھے کہ فلاں شخص جو عادی مجرم ہے اس کے پکڑے جانے پر یا اس کا سر لانے پر انعام دیا جائے گا۔ لیکن یہ کبھی نہیں سنا تھا کہ جن لوگوں کو دنیا مجرم کہتی ہے وہ انعام مقرر کریں کہ فلاں شخص جو ہماری مخالفت کرتا ہے اس کو قتل کرنے پر اتنا انعام دیا جائے گا۔ کیلیفورنیا سے یہ خبر ملی ہے کہ کریک کوکین فروخت کرنے والوں نے ایک عورت مس سی۔ ڈبلیو۔ راڈی (RODDY) جس کی عمر ۴۰ سال ہے اور جو منشیات کا دھندا کرنے والوں کو اس کام سے روکنا چاہتی ہے اس کا سر پیش کرنے پر دس ہزار ڈالر دیئے جائیں گے۔ ایک دفعہ اس عورت پر قاتلانہ حملہ بھی ہو چکا ہے۔ یہ سال کا نیا دن تھا اور وہ اپنے گھر میں آرام سے یہ دن منا رہی تھی کہ اس پر گولی چلائی گئی اگرچہ یہ گولی صرف اس کے پیٹ کو کسی حد تک چھوتی ہوئی نکل گئی مس راڈی سکولوں میں تقریریں کرتی رہتی ہے اور پولیس کو بھی بار بار یاد دہانی کرواتی ہے کہ وہ منشیات فروخت کرنے والوں سے معاشرے کا پیچھا چھڑائیں جب اسے آخری دھمکی ملی تو اس نے ایف۔ بی۔ آئی سے کہا کہ اب میں چاہتی ہوں کہ اس دھمکی کا اعلان کر دیا جائے۔ ہے تو ہلکے سے جسم کی عورت لیکن یوں لگتا ہے کہ اس کا دل فولاد کا بنا ہوا ہے۔ اسے کئی دفعہ کہا گیا ہے کہ وہ جس علاقے میں قیام پذیر ہے اسے ترک کر دے لیکن وہ ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ نہ ہی وہ منشیات کا دھندا کرنے والوں کے خلاف آواز اٹھانے سے باز آنا چاہتی ہے۔ وہ کہتی ہے فکر تو مجھے ہے لیکن میں ڈرتی نہیں ہوں۔ ایف۔ بی۔ آئی نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعے اس کو دی گئی دھمکی کا اعلان کیا تو وہاں اس نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ میری ہلاکت ان کے لئے کسی طرح بھی مفید ثابت نہیں ہوگی۔ معاشرے میں اب ایسے لوگ موجود ہیں جو میرے علاوہ بھی یہ آواز اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر مجھے ہلاک کر دیا گیا تو دیگر لوگ جو آواز اٹھانے کے لئے تیار ہیں ان پر دباؤ بڑھ جائے گا۔ اور ان کی آواز زیادہ موثر ہونے لگے گی۔ جب مس راڈی پر حملہ کیا گیا تو کم از کم ۲۵ راؤنڈ چلائے گئے تھے۔ لیکن وہ بچ رہی اور صرف پیٹ پر معمولی سا زخم آیا۔ گذشتہ دو سال سے وہ نہایت بلند و بالا آواز سے اپنے ماحول میں رہنے والے منشیات ڈیلرز کے خلاف کام کر رہی ہے۔ یہاں رہتے ہوئے اسے ۲۲ سال ہو گئے ہیں اس عرصے میں اس نے سٹی کونسل سے بھی بار بار کہا ہے اور منشیات کا دھندا کرنے والوں کو بلاواسطہ بھی نوٹس دیتی رہی ہے کہ وہ اس کے گھر کے پاس سے اپنی کاریں ہٹالیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد

حضرت امّاں جان کی شفقت

حضرت اماں جان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ آپ کی شادی خاص منشائے ربانی کے تحت ہوئی۔ ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء وہ تاریخی دن ہے جب دہلی کے مقام پر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں عصر اور مغرب کے درمیان مبلغ گیارہ سو روپے حق مہر پر اس مبارک نکاح کا اعلان مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے کیا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے نکاح کے بعد رخصتانہ دہلی میں ہی دے دیا اور دوسرے روز حضرت بانی سلسلہ عازم قادیان ہوئے۔ حضور کی بارات نہایت مختصر تھی۔ حضور کے ہمراہ آپ کے خادم حضرت میر حامد علی۔ لالہ ملاوامل اور ایک دو اور آدمی تھے۔ اس رشتہ ازدواج کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"..... جیسا کہ لکھا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ بغیر سابق تعلقاتِ قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہو گئی ......

اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ ..... میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہو گی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لیے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے ......"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۵، ۶۶)

حضرت اماں جان کی ساری اولاد بشارات کی حامل تھی اور آپ کے بطن سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ موعود پسر پیدا ہوا جو خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی کے مطابق فضل عمر کہلایا اور اس نے ۵۲ سال تک بطور امام جماعت احمدیہ (الثانی) سلسلہ کی قیادت کرتے ہوئے دنیا کے کناروں تک شہرت پائی اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک یاد کئے جاتے رہیں گے۔ حضرت اماں جان نے اپنے پوتے حضرت مرزا ناصر احمد کی بھی اپنے بچوں کی طرح پرورش کی اور ان کی بہترین تربیت فرمائی اور پھر انہیں خدا کے فضل سے ۱۸ سال تک جماعت احمدیہ کی بطور امام (الثالث) قیادت کی توفیق ملی اور مزید ترقی کی راہوں پر اسے چلایا۔

ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی تائید فرماتا رہے) کو بھی حضرت اماں جان کی مخصوص شفقت اور پیار ملا اور آپ نے بھی ان کی زیر سایہ تربیت پائی اور ڈھیروں دعائیں حاصل کیں اور جون ۱۹۸۲ء سے بطور امام جماعت (الرابع) آپ کی قیادت میں جماعت مزید ترقی کرتے ہوئے خدا کے فضل سے ۱۲۰ سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے۔

حضرت اماں جان کا وجود بہت ہی بابرکت تھا۔ آپ نہایت اعلیٰ اخلاق فاضلہ سے متصف تھیں۔ نیکی اور تقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ عورتوں اور بچوں سے آپ بے حد پیار اور شفقت فرماتی تھیں۔ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی بے حد ہمدرد تھیں۔ آپ کی شفقت بہت پُراثر تھی اور آپ کی باتیں دلربا اور پیاری اور دل میں گڑ جانے والی تھیں۔ احمدی عورتیں اور بچے آپ پر جان چھڑکتے تھے اور اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں کہ آپ حقیقی ماؤں سے بھی بڑھ کر سب سے محبت کرتی تھیں۔

خاکسار کی یہ خوش بختی ہے اور میری والدہ صاحبہ حضرت غلام فاطمہ اہلیہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب کا یہ مجھ پر بہت بڑا احسان ہے کہ میری پیدائش کے ساتھ ہی آپ نے مجھے اس عظیم محسنہ کی خدمت میں لے جانا شروع کیا اور تا بلوغت کئی دفعہ شرفِ باریابی کا موقعہ پیدا کیا اور آپ سے قلبی لگاؤ کے سامان پیدا کئے اور حضرت اماں جان کی دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مہمان نوازی آپ کے اخلاق کا طرۂ امتیاز تھا۔ خاکسار کے دادا جان حضرت میاں محمد دین پٹواری بلانی حضور کے رفقاءِ خاص میں سے تھے۔ آپ جب بھی موقعہ ملتا رخصت لے کر بچوں کے ساتھ قادیان آجایا کرتے تھے۔ یہ عرصہ ۱½، ۲ ماہ کا ہو جاتا رہا کیونکہ بیشتر مرتبہ ایسا ہوا کہ جب واپسی کا وقت آتا حضور فرماتے "اور ٹھہر جائیں" اس طرح مزید رخصت لے لیتے۔ میری دادی جان بتایا کرتی تھیں کہ اس عرصہ میں اکثر حضرت اماں جان اپنے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا اور دوسری چیزیں کھلاتیں اور آپ کو مہمانوں کی خدمت کر کے بے حد خوشی ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مہمان نوازی آپ کی روح کی غذا تھی۔

خاکسار کے نانا حضرت بابو الٰہی بخش اسٹیشن ماسٹر بھی رفیق بانی سلسلہ احمدیہ تھے آپ ۱۹۱۷ء میں فوت ہوئے گویا نانی جان جوانی میں ہی بیوہ ہو گئیں۔ آپ کے تین بچے (میری والدہ) خالہ اور ماموں تھے۔ باقی رشتہ دار احمدی نہیں تھے نانی کو خطرہ تھا کہ بچوں کو یہ اپنے زیر اثر نہ کر لیں اس لیے جوں توں کر کے قادیان پہنچ گئیں اور جو محکمہ سے رقم ملی اس سے قادیان میں مکان بنا کر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ فرمایا کرتیں کہ جب بھی کوئی فکر ہوتا فوراً حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشورہ کرتیں اور آپ سے تسلی، ہمت اور راحت حاصل کر کے لوٹتی اور آپ کی دعاؤں سے میرے سب کام باحسن سرانجام پا جاتے۔ آپ کی گفتگو ہمدردی، دلداری، شفقت اور پیار سے پُر ہوتی اور بالکل بے تکلفی کے ساتھ باتیں ہوتیں۔

خاکسار کی والدہ صاحبہ اکثر فرماتیں یہ کبھی نہ بھولنا کہ جو کوئی بھی تم کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پہنچتا ہے یہ سب حضرت اماں جان کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان اور ثمر ہے۔ میری دو بہنوں کے بعد ایک بھائی تھا جو کم عمری میں فوت ہو گیا اور پھر دو بہنوں کے بعد میری پیدائش ہوئی۔ جب میں چالیس دن کا ہو گیا تو والدہ صاحبہ آپ کی خدمت میں خاکسار کو لے کر حاضر ہوئیں حضرت اماں جان نے کمال شفقت سے اپنی جھولی میں ڈال کر دیر تک بے شمار دعاؤں سے نوازا۔ اور والدہ صاحبہ کو خاکسار کی تربیت کے لیے بہت سی نصائح سے نوازا۔ پھر مہینہ میں ایک بار حتی الوسع خاکسار کو لے کر والدہ صاحبہ حاضر ہوا کرتیں اور کئی مرتبہ گھر کی بھینس کا مکھن خاکسار کے ہاتھ سے نذرانہ کے طور پر دلواتیں۔ اور آپ مجھے بہت پیار فرماتیں۔ آپ کی گفتگو اتنی پیاری اور دل لبھانے والی ہوتی کہ جی کرتا آپ کے پاس ہی بیٹھے رہیں۔ میں ٹکٹکی باندھ کر آپ کو دیکھتا رہتا اور آپ سے مل کر ایسا سرور حاصل ہوتا جو بیان سے باہر ہے۔ کئی مرتبہ آپ سے ملنے کا شوق جوش مارتا تو خاکسار والدہ صاحبہ سے فرمائش کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور برکتیں حاصل کرنے کی توفیق ملتی۔

خاکسار جب پرائمری سکول کی پہلی کلاس میں داخل ہوا تو دوسرے ہی روز ماسٹر صاحب نے جو کہ ملیشیا کی پرجیس والی وردی پہنتے تھے اور ہاتھ میں بڑا کھونٹ رکھتے تھے، خاکسار سے کوئی سوال کیا جس کی سمجھ نہ آئی اور وہ سخت غصہ ہوئے اور ڈانٹ کر خاکسار کو بٹھا دیا۔ یہ بات خاکسار کو ناگوار گزری اور کوئی بہانہ کر کے خاکسار گھر چلا گیا۔ والدہ صاحبہ حیران ہوئیں کہ جلدی گھر کیوں آ گئے ماجرا سننے پر فوراً آپ خاکسار کو حضرت اماں جان کی خدمت میں لے گئیں۔ حضرت اماں جان نے بہت پیار کیا اور پوچھا آیا قرآن کریم ختم کر لیا ہے یہ بتانے پر کہ شروع تو کیا ہوا ہے فرمایا پہلے ختم کروا لیں اس کے بعد دوسری جماعت میں بٹھا دینا۔ خاکسار بہت خوش ہوا اور پھر جلدی جلدی قرآن کریم ختم کر کے دوسری میں داخل ہو گیا اور حضرت اماں جان کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور سالانہ امتحان میں کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اس نسخہ کو ہمارے گھرنے یاد رکھا اور اس کے بعد دستور یہ ہے کہ تمام بچے پہلے قرآن کریم ختم کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم ان کو سکول بھیجتے ہیں اور قرآن کریم کی برکت سے خدا کے فضل سے ان کا تعلیمی معیار بہتر ہی رہتا ہے

جن دنوں خاکسار کے والد صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ تھے ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا سعید احمد صاحب بھی بورڈر تھے اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی بی اے کا امتحان اسی ہوسٹل میں رہ کر دیا۔ امتحان کے دنوں میں حضرت اماں جان ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئیں۔

باقی صفحہ ۶ کالم ۲ پر۔

مضمون نگار حضرات صاف۔ کھلا کھلا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔ شکریہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ذرا اوپر دیکھئے

ذرا اوپر دیکھئے۔ جگمگاتے ہوئے اجرام فلکی۔ جھلملاتے ہوئے تارے۔ دھواں دھواں کہکشاں۔ اُجلا اُجلا چاند۔ روشن و درخشندہ آسمان۔ کتنا حسین اور دلفریب نظارہ ہے۔ ہر طرف نور ہی نور بکھرا ہوا۔ یقیناً "اللہ تعالیٰ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی"۔ "اور ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ زینت دی"، یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے جو اجرام فلکی میں جگمگاتا نظر آتا ہے۔ اور جس کے طفیل ہماری زمین پر نور کی بارش ہو رہی ہے، مگر یہ کرنیں کہاں سے چھن کر آ رہی ہیں؟ کتنا فاصلہ طے کر کے پہنچتی ہیں؟ کتنے ستارے ہمیں روشنی و نور کے سیلاب سے نہلا رہے ہیں؟ کیا تعداد ہے ان اجرام فلکی کی جو کائنات کو منور کر رہے ہیں؟ کتنی وسیع ہے یہ کائنات اور کتنے عالم ہیں جن کا وہ رب العالمین مالک ہے؟ یہ ایسے سوال ہیں جن جواب بڑے بڑے سائنسدانوں کے پاس بھی نہیں۔ وہ اپنی تحقیق کی بنا پہ ان سوالوں کے جواب تلاش کرنے میں مصروفِ عمل ہر دور ہیں اور نت نئے انکشافات کر رہے ہیں مگر وہ اس بات کا بھی برملا اعتراف کرتے کہ ابھی تک وہ MILKY WAY یا اپنی کہکشاں کے بارے میں بھی بمشکل دس فی صد علم رکھتے ہیں کجا یہ کہ وہ دوسری بے شمار کہکشاؤں کے متعلق علم کا دعویٰ کریں۔

انسان اپنے آپ کو بہت اہم گردانتا ہے۔ وہ "میں۔ میں" کی تکرار سے خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ شاید وہ کائنات میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ لیکن جب اس کے بے حقیقت وجود کو اس وسیع و عریض کائنات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسے ایک ذرہ سے تشبیہ دینا بھی انتہائی مبالغہ آرائی ہوگی۔ وہ تو کائنات کا اتنا چھوٹا۔ اتنا چھوٹا ذرہ ہے جس کا وجود اس کائنات کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا حقیر ہے کہ شاید سائنس نے ابھی تک کوئی ایسی اکائی دریافت نہیں کی جس کی مدد سے اس بے حقیقت انسان کے تصور کو پیش کیا جا سکے۔ مگر انسان اپنی انا کے گھوڑے پہ سوار۔ اپنی طاقتوں اور قوتوں کا غلط اندازہ کرتے ہوئے۔ اپنے پستہ قد اور کم مائگی کے باوجود اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ بیٹھتا ہے۔ اُس نے اپنی بڑائی کے اظہار کا ایک طریق اپناتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ زمین ہی کائنات کا محور و مرکز ہے۔ اور سورج۔ چاند اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔ مگر ۱۵۴۳ء میں COPERNICUS نے سائنسی تحقیق کی بنا پر کیے گئے انکشاف سے زمین کی مرکزی حیثیت چھین لی۔ اور یہ بتلایا کہ بیچاری زمین تو سورج کی غلام ہے اور اس کا مسلسل طواف کیے جا رہی ہے۔ اسی پہ انسان نے اپنے آپ کو یوں تسلی دی۔ کہ چلئے یہ نہ سہی اتنی بات تو باعثِ فخر ہے کہ زمین کہکشاں کے مرکز میں ہے۔ مگر یہ فخر بھی اسی وقت چھن گیا۔ جب ۱۹۱۵ء میں SHAPLEY نے اسے بھی غلط ثابت کر دیا۔ اور پھر ۱۹۲۴ء میں ایک اور دھماکہ خیز انکشاف ہوا کہ ہماری کہکشاں ہی کائنات کی اکلوتی کائنات نہیں بلکہ وہاں تو عالم ہی کچھ اور ہے (جس کی بات بعد میں ہوگی) اس نے انسان کی ساری شیخی چھین لی۔

رب السمٰوات کی کائنات پہ جب ہم نظر ڈالتے ہیں اور سائنس دانوں کی تحقیق پڑھتے ہیں تو دو چیزیں بڑی واضح معلوم دیتی ہیں ایک تو یہ کہ ؏

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانہ میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

یعنی کائنات کی ہر چیز متحرک ہے کوئی سیارہ کوئی سورج ساکن نہیں۔ ایک مسلسل عمل ایک نہ ختم ہونے والی مسافت۔ وہی گردشِ ایام جس کا ہم شکار ہیں۔ الغرض "رات دن گردش میں سات آسمان"۔ دوسری بات یہ نظر آتی ہے کہ موت و حیات کا عمل صرف ہماری دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ ساری کائنات اس کی لپیٹ میں ہے۔ سیاروں کی گردش تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے اور ایک اندازے کے مطابق بعض دفعہ یہ رفتار تیس لاکھ کلو میٹر فی گھنٹہ ہے اس بے تحاشا رفتار پہ چلتے ہوئے یوں بھی ہوتا ہے۔ کہ ستارے آپس میں ٹکرا جاتے ہیں۔ فضا میں گرد اڑتی ہے۔ دھول پھیلتی ہے ستاروں کے حصے بخرے ہو جاتے ہیں اور کائنات میں بکھر جاتے ہیں۔ پھر یہ نئی اشکال اختیار کر لیتے ہیں نئے عالم وجود میں آتے ہیں گویا کہ موت و حیات کے دائرہ سے اجرام فلکی بھی باہر نہیں ہیں اور وہاں بھی ایک مسلسل عمل جو صدیوں (صدی تو بہت ہی چھوٹی اکائی معلوم ہوتی ہے) سے جاری ہے ہمیشہ جاری رہے گا۔ یہ ہماری کہکشاں ہی ہے جہاں حالات نسبتاً پرامن ہیں، ورنہ ACTIVE GALAXIES ایسی ہیں جن میں زبردست طوفان اُمڈ رہے ہیں اور شکست و ریخت کا عمل پیہم چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ سب سے نمایاں QUASERS میں ہے جو کہ دریافت شدہ کائنات میں دور ترین ستارے ہیں۔ اور باوجود اپنے انتہا دوری کے ان کے وجود کا احساس ہمیں اسی لیے ہوتا ہے کہ ان سے بے پناہ انرجی خارج ہو رہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق وہ ایک سیکنڈ میں اتنی انرجی پیدا کر سکتے ہیں جو کہ سورج نے اپنی ساری زندگی جو کہ ساڑھے چار ارب سال پہ محیط ہے، میں پیدا کی ہو۔ یہ ایک چھوٹی سی بات اس احساس کے دلانے کے لئے کافی ہے کہ ہمارے سورج سے کتنے گنا بڑے اور بھی اجرام فلکی موجود ہیں یہ اعداد و شمار شاید پریشان کن تو ہوں مگر ان سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات کتنی وسیع۔ کتنی عظیم۔ کتنی عجیب و غریب ہے کہ انسان کے منہ سے بے اختیار نکل جاتا ہے پاک ہے اللہ

بیشتر اسکے کہ کائنات کی وسعت کا اندازہ دینے کے لیے کچھ تفاصیل کا ذکر کیا جائے ہماری کہکشاں کی پیدائش کے متعلق ایک حقیقت خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔ جب آج سے تقریباً دس ارب سال قبل یہ وجود میں آئی تو یہ ہائیڈروجن اور ہیلیم گیسوں کا مرکب تھی اور کسی حد تک اس میں لوہے ایلومینیم اور سونے کے اجزا بھی پائے جاتے تھے۔ مگر ان ستاروں کے اندرونی ہیجان کے نتیجہ میں ان دھاتوں کے اجزا بڑھتے گئے۔ اور آج جو ہمارے جسم میں فولاد کیلشیم اور کاربن پائے جاتے ہیں ان کے لئے ہم اُن اجرام فلکی کے مرہونِ منت ہیں جو لاکھوں سال پہلے انتقال کر گئے۔ قدرت کا یہ کتنا بڑا احسان ہے اور کیا عجیب نظام ہے کہ ستارے مر گئے تا ہمیں زندگی ملے۔ ایک کی موت دوسرے کی حیات کا سبب بنی۔

اب آیئے کائنات کی وسعت کا کچھ اندازہ کریں۔ ذرا اوپر دیکھئے ایک نگاہ پھر آسمان پر ڈالیے۔ یہ تاباں و درخشندہ ستارے جن میں ربّ السمٰوٰت کا نور جھلکتا ہے کتنے ہیں؟ یہ بے حد سائنسی تحقیق کے باوجود بھی سائنسدانوں کے لیے ایک سوالیہ نشان ہے۔ ہم کسی ڈھلی دھلائی۔ صاف ستھری سخت اندھیری رات میں اوپر دیکھیں تو آنکھ فقط چھ ہزار ستارے دیکھ پائے گی مگر یہ تو اس کا پاسنگ بھی نہیں ان کا جو حقیقت میں اوپر موجود ہیں۔ آسمان پر ہمیں ستاروں کے علاوہ ایک دھول سی نظر آتی ہے۔ اسے ہم کہکشاں یا MILKY WAY کہتے ہیں بڑی بڑی دوربینوں سے اس میں موجود ستاروں کا شمار کرنے لگیں تو اعداد و شمار ختم ہو جاتے ہیں اور یہ ہماری گرفت میں نہیں آتے۔ اور پھر کائنات میں صرف ہماری کہکشاں ہی تو نہیں۔ ۱۹۲۴ء میں سائنسدان HUBBLE نے یہ نظریہ پیش کیا کہ وہ جو دور سے ایک اور دھول سی نظر آ رہی ہے وہ بھی کہکشاں ہے بلکہ ان گنت کہکشائیں بکھری پڑی ہیں۔ اس انکشاف نے ایک نئی سائنس کو جنم دیا جسے EXTRAGALACTIC ASTRONOMY کہتے ہیں۔ گویا ابھی محض ۶۷ سال ہی ہوئے ہیں۔ اس انکشاف کو ہوئے جس پہ سائنسدانوں نے ان نئی دنیاؤں کا کھوج لگانا شروع کر دیا۔

کائنات کی وسعت کا اندازہ کچھ ان حقائق سے لگایا جا سکتا ہے جن کو پیش کرنے کے لیے عام طور پہ نوری سال کا پیمانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ نوری سال کا مطلب ہے وہ فاصلہ جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے اب روشنی ایک سیکنڈ میں ۱،۸۶،۰۰۰ میل کا سفر طے کر لیتی ہے اور ایک سال میں یہ فاصلہ ہوگیا ۱،۸۶،۰۰۰ × ۶۰ × ۶۰ × ۲۴ × ۳۰ × ۱۲ = ۵،۷۸،۵۳،۴۴،۰۰،۰۰۰ یا ۵۷۸۵ ارب میل۔ یہ تو ہوا ایک نوری سال اب ہماری کہکشاں (ابھی ساری کائنات کی بات نہیں ہو رہی) ایک لاکھ نوری سال تک پھیلی ہوئی ہے گویا اس کا پھیلاؤ بیان کرنے کے لیے ایک ایسا عدد استعمال کرنا ہوگا۔ جس میں سترہ صفر ہوں گے اور یہ صرف ایک کہکشاں کی بات ہے۔

آپ حیران نہ ہوں بلکہ ابھی کاغذ پنسل ہاتھ میں رکھیں اور مزید اعداد لکھتے جائیں کیونکہ یہ تو ایک کی بات تھی۔ اب ایسی ہی بلکہ اس سے بڑی ایک لاکھ ضرب ایک لاکھ کہکشائیں موجود ہیں۔ اور وہ جو ہم سے سب سے زیادہ قریب ہے اس کا فاصلہ ہم سے ۲۰ لاکھ نوری سال ہے، اب آپ ضرب پہ ضرب دیتے جائیں تو ایسی رقم دستیاب ہوگی جس کے لکھنے کے لیے کاغذ شاید کم پڑ جائیں۔ کہکشاؤں کی دوری کا اندازہ کچھ اس بات سے کیجئے۔ کہ آج اُن کہکشاؤں کو سمجھنے کی بات ہو رہی ہے جن

(باقی صفحہ ۸ کالم ۳ پہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

ایک سوونیئر

لیجئے ایک اور دیدہ زیب سوونیئر ہمارے ہاتھ میں ہے۔ یہ سوونیئر انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹیکس اینڈ انجنیئرز کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اور اسے نام دیا گیا ہے "حصول مقصد کے سو سال"۔ اس کے آغاز میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام درج ہے جو خاص طور پر اسی سوونیئر کیلئے حضور نے مرحمت فرمایا۔

یہ ایسوسی ایشن ہے کیا؟ اس کے متعلق مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے ایک مختصر سا نوٹ شامل اشاعت کیا ہے اور اس ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کی فہرست بھی پیش کی ہے۔ اس کی ایک شاخ یورپ میں بھی موجود ہے۔ اگرچہ ہم جیسے عوام الناس تو اسکی باریکیوں کو زیادہ نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ یہ ایک انتہائی ٹیکنیکل سا مضمون ہے لیکن بہرحال مکرم لطیف خاں صاحب نے اس کا تعارف کروایا ہے اور اس طرح اس کے کاروبار کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کی ہے مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے وقار عمل کے متعلق بھی ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ یہ بات خاص دلچسپی کا باعث ہے کہ اسلام آباد میں جو روٹی پلانٹ ہے اس کے متعلق شیخ رشید احمد صاحب نے واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ مکرم عقیل میاں صاحب نے الیکٹرانکس کے سلسلے میں آڈیو اور ویڈیو کی وضاحت کی ہے۔

انگلستان میں احمدیہ جماعت کا حالیہ نصب کردہ پریس "الرقیم پرنٹنگ پریس" بڑی تیزی کے ساتھ لٹریچر چھاپ رہا ہے جسے دنیا بھر میں تقسیم کرنے کے انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس پریس کا تعارف مکرم صفدر حسین عباسی کے قلم سے ہے۔ تحریر تو اس سوونیئر میں کم کم ہی ہے لیکن تصاویر کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ ڈھیروں ڈھیر ہیں اور تصاویر بھی مختلف اور متعدد مواقع کی۔ ان تصاویر کا تفصیلی بیان تو ممکن نہیں لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضور کے چاروں جانشین اور حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی مختلف گروپوں کے ساتھ تصاویر کے علاوہ بہت سی تصاویر شامل اشاعت ہیں۔ اگر ہم اتنا ہی کہہ دیں کہ سوونیئر تصاویر کی وجہ سے نہایت دیدہ زیب ہوگیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے تو شاید اتنا تعارف ہی کافی ہوگا۔ اس میں گروپوں کی جو تصویریں دی گئی ہیں وہ اسلام آباد، سکاٹ لینڈ، بھارت، آسٹریلیا، پاکستان، جرمنی، تنزانیہ، غانا، انڈونیشیا اور ماریشس سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کے علاوہ متعدد ممالک میں بیوت الحمد کی تصاویر بھی شامل ہیں۔ بیت الفضل لندن کی مختصر تاریخ اور اس سلسلے میں تصاویر اس سوونیئر کا نہائت مفید حصہ ہے۔ جن دوستوں نے اس کی تدوین و تزئین کی ہے وہ ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں اور ہم انہیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(ن-س)

بقیہ صفحہ ۴ سے آگے

اور حضرت میاں صاحب کا کھانا خود پکا کر ان کو کھلاتیں۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت اماں جان بہت بے تکلفی سے رہیں۔ اور ہمارے لئے بھی بعض چیزیں خاص طور پہ پکاتیں اور روزانہ نئے نئے نسخے بھی کھانا پکانے کے بتاتیں اور پھر اپنی نگرانی میں پکوا کر حوصلہ افزائی فرماتیں۔

حضرت اماں جان کو واقفین زندگی اور ان کی اولاد سے بے حد پیار تھا جس کا اظہار آپ نے بارہا فرمایا۔ خاکسار کی پیدائش سے قبل والدین نے ارادہ کیا ہوا تھا کہ بیٹا ہوگا تو وقف کریں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ۴۵-۱۹۴۴ء میں حضرت فضل عمر نے ایک بار پھر وقف کی تحریک فرمائی تو خاکسار نے اپنے آپ کو وقف زندگی کے لیے پیش کیا۔ حضرت اماں جان نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا، مبارکباد دی اور ان گنت دعاؤں سے نوازا۔ آپ ہمیشہ والدہ صاحبہ سے خاکسار کی صحت اور تعلیم کے بارہ میں دریافت فرماتی رہتیں اور نصائح سے نوازتیں گرمیوں کی تعطیلات میں صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کو حضرت فضل عمر بورڈنگ تحریک جدید بھجوا دیتے کہ والد صاحب محترم کی نگرانی میں دن گزار دیں۔ ان کے ساتھ کئی مرتبہ خاکسار حضور کے گھر چلا جاتا اور اکثر و بیشتر حضرت اماں جان سے دعا و سلام کا موقع ملتا۔ آپ سب گھر والوں کی خیریت دریافت فرماتیں اور سب کو اپنا محبت بھرا سلام پہنچانے کا فرمائیں۔

خدا تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ حضرت اماں جان جیسے بابرکت وجود کو قریب سے دیکھنے، آپ سے ملاقات کرنے، نصائح سننے اور آپ کی دعائیں لینے کی خاکسار کو اس نے توفیق عطا فرمائی۔ خاکسار کی یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ جب اپریل ۱۹۵۲ء میں حضرت اماں جان کی وفات ہوئی تو لاہور سے جنازہ کے لیے حاضر ہوا۔ اور جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اس طرح کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب انتظام فرما رہے تھے۔ طریق یہ تھا کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آپ جنازہ زمین پر رکھوا دیتے اور کسی گروپ کو آگے آنے کا اعلان فرماتے جو کندھا دیتا اس طرح بڑے اطمینان اور ترتیب کے ساتھ جنازہ اٹھایا گیا۔ جب جنازہ بیت المبارک کے گیٹ کے سامنے دفتروں والی سڑک پر پہنچا تو آپ نے نیچے رکھوا کر اعلان فرمایا۔ واقفین زندگی آجائیں جس پر حاضر واقفین جن کی تعداد کافی تھی آگے آگئے اور ہمیں فیصل آباد سرگودھا روڈ تک کندھا دینے کا موقعہ ملا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری پیاری حضرت اماں جان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ آپ کی نصائح پر ہمیں کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آپ کی دعائیں ہمارے اور ہماری اولادوں کے حق میں پوری ہوتی رہیں، ہر احمدی خاتون آپ کی نیک نمونہ کو اپنانے کی توفیق پائے اور ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق دیتا رہے جس سے آپ کی روح خوش ہو، خدا اسے خدا ایسا ہی کرے۔

یادِ رفتگان

مکرم غلام قادر صاحب

محمد عبداللہ - کراچی

۱۹۳۱ء کی بات ہے۔ میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ پہلی مرتبہ غلام قادر صاحب سے راولپنڈی میں ملا۔ والد صاحب نے مجھے بتایا کہ بیٹا یہ تمہیں قرآن مجید پڑھایا کریں گے۔ اس وقت میری عمر تقریباً دس برس تھی۔ اور محترم غلام قادر صاحب ان دنوں اٹک آئل کمپنی میں ملازمت کرتے تھے۔ ان کے دو بھائی بھی ان دنوں راولپنڈی میں ہی مقیم تھے۔ رہنے والے تو وہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ کے تھے مگر تلاش معاش انہیں کشاں کشاں یہاں لے آئی تھی۔ محترم مختار احمد ایاز صاحب جماعتی کاموں کے سلسلہ میں ان سے کبھی کبھی رابطہ کرتے تو ان بھائیوں کا تعاون، خلوص قابل صد ستائش ہوتا۔

محترم غلام قادر صاحب منجھلے بھائی تھے جب محلہ میں نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا تو انہیں امامت کے فرائض سونپے گئے بڑے سوز کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے۔ محترم غلام قادر صاحب کے آباؤ اجداد اور ہمارے بزرگ ایک ہی برادری سے تھے۔ پنڈت کشن لال نے اپنی کتاب "تاریخ جنجوعاں" میں ہمارے ایک بزرگ بھگت مل جنجوعہ کا ذکر کیا ہے۔ محترم غلام قادر صاحب بھی انہی کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے جد امجد رنجیت سنگھ کے دور میں تبدیلی مذہب کے بعد برادری کے دباؤ کی وجہ سے زمین چھوڑ کر کلاسوالہ میں آباد ہو گئے اور قلعہ میں بندوقوں کے کارخانہ میں ملازم ہو گئے محترم غلام قادر صاحب کی تعلیم معمولی تھی۔ لیکن نہایت خوش خط تحریر لکھتے اور بڑی دلکش تقریر کرتے تھے۔ نظمیں بڑے ترنم کے ساتھ سناتے۔ سخن فہم اور خوبصورت ادبی ذوق کے مالک تھے۔ انہیں ہزاروں اشعار زبانی یاد تھے کلام محمود کی نظم

ع تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم

اس طرح ڈوب کر خوش الحانی سے پڑھتے کہ سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔

وہ مجھے جن دنوں پڑھایا کرتے تھے۔ یسرنا القرآن مجھے تقریباً زبانی یاد ہو گیا تھا۔ اس طرح دلچسپی اور توجہ سے پڑھاتے تھے کہ مختصر وقت میں ہی مجھے سبق یاد ہو جاتا۔ تقریباً دس ماہ میں میں نے ان سے قرآن مجید پڑھ لیا تھا۔ پہلے چار مہینے انہوں نے راولپنڈی میں ہی یسرنا القرآن پڑھایا۔ اور چھ مہینے میں نے کلاسوالہ جا کر ان سے قرآن کریم پڑھا۔ ان کے گھر کا ماحول خالص دینی تھا۔ بہت سے بچے اور بچیاں وہاں قرآن شریف پڑھتے تھے وہ جب بھی تلاوت کرتے ہوں گے اس ثواب میں آپکا ضرور حصہ ہوتا ہوگا یہ بھی تو صدقہ جاریہ ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گاؤں میں جمعہ۔ عیدین اور نماز باجماعت کی امامت

باقی ص۸ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

○ مکرم مقصود احمد صاحب سکرنڈ کی صحت عرصہ سے خراب چلی آرہی ہے۔ ان کی ننھی بیٹی امۃ الحفیظ بھی بیمار ہے۔

○ مکرم مقصود احمد صاحب ناصر دکارہ ضلع اٹک کی ہمشیرہ جن کے ہاں اپریشن سے بچی پیدا ہوئی ہے تاحال بہت بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد سعید صاحب انصاری اپنی بھتیجی صالحہ قانتہ صاحبہ مقیم فلاڈلفیا کے لیے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم امام علی صاحب صدر جماعت احمدیہ مونگ کی اہلیہ صاحبہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔

○ مکرم منور احمد صاحب باجوہ کا جرمنی میں دل کا اپریشن ہو رہا ہے۔

○ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد عاشق صاحب قریباً پندرہ یوم سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ علاج ہو رہا ہے لیکن تاحال کوئی افاقہ نہیں ہے۔

○ مکرم شمس الحق صاحب کارکن نظارت بہشتی مقبرہ کے والد مکرم شیخ عبدالحق صاحب عابد آف فیض اللہ چک کی ٹانگ گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے۔

○ مکرم مسعود احمد صاحب بٹ کی ٹانگ گھٹیالیاں کے اجتماع میں کبڈی کھیلتے ہوئے ٹوٹ گئی ہے۔

○ مکرم ظفر احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ کی آنکھ کا اپریشن ۱۹، مارچ کو ہو رہا ہے۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا اور شکریہ احباب

میرے بہنوئی مکرم قاضی نثار احمد خان صاحب (ایڈووکیٹ) مورخہ ۷، فروری ۹۰ء کو بروز بدھ صبح ساڑھے دس بجے اپنے چیمبر میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ موصوف اسیران راہ مولا کمیٹی ساہیوال کے صدر تھے۔ وفات کے وقت میری بہن اکیلی گھر میں تھیں لیکن جس طرح احباب جماعت ساہیوال نے موقع پر پہنچ کر اُن کے دکھ میں شریک ہوئے اور تمام انتظامات خود کئے۔ اس کے علاوہ تمام خواتین و احباب فرداً فرداً گھر آئے اور خطوط کے ساتھ دکھ بانٹا۔

موصوف نے ۴، بچیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ جو سب زیر تعلیم ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کا حافظ و ناصر ہو صبر اور ہمت سے اس دکھ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور موصوف کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔

(کاشف احمد خان ساہیوال)

سانحہ ارتحال

مکرم محمد غضنفر صاحب چٹھہ انسپکٹر مال کے والد محترم چوہدری نور محمد صاحب چٹھہ سابق صدر جماعت احمدیہ چک ۵۴۳ E.B تحصیل و ضلع وہاڑی مورخہ ۷، مارچ ۹۰ء کو مختصر علالت کے بعد آٹھ بجے صبح بوریوالہ ہسپتال میں وفات پا گئے۔ بوقت وفات آپکی عمر ستر سال تھی۔ مورخہ ۸، مارچ کو بعد نماز عصر ان کی نماز جنازہ مکرم محمد اشرف صاحب ممتاز مربی ضلع فیصل آباد نے پڑھائی۔

جس میں مقامی احباب کے علاوہ ضلع کے کافی احباب نے بھی شمولیت کی۔ مقامی احمدیہ قبرستان میں تدفین مکمل ہونے کے بعد مکرم عتیق احمد صاحب باجوہ امیر ضلع وہاڑی نے دعا کروائی۔ موصوف نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

○ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب (راولپنڈی) کی والدہ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری امام الدین صاحب سکنہ چک نمبر ۸۲ جنوبی ضلع سرگودہا مورخہ ۱۱، مارچ ۱۹۹۰ء کو راولپنڈی میں وفات پا گئیں۔

موصوفہ موصیہ تھیں۔ ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد بیت المبارک میں نماز جنازہ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال نے پڑھائی اور پھر بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر انہوں نے ہی دعا کرائی۔

○ مکرم عبدالرشید صاحب ربانی ابن مکرم بابو عبدالعزیز صاحب آف ننگل حال منڈی کے ۱۳، مارچ ۱۹۹۰ء کو ایک حادثہ کے نتیجہ میں اچانک وفات پا گئے۔

موصوف کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ نوعمر بچے شامل ہیں۔

قارئین الفضل سے استدعا ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی اولاد اور جملہ متعلقین کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریب شادی

مکرم منصور احمد صاحب رانا ابن مکرم مقصود احمد صاحب رانا آف علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کی شادی عزیزہ عابدہ اقبال صاحبہ بنت مکرم ملک اقبال احمد صاحب آف چونڈہ کے ساتھ مورخہ ۲۳، فروری کو قرار پائی۔ اسی روز مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں نے مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر ان کے نکاح کا اعلان کیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت کرے۔

اعلان

مجلس نابینا ربوہ کا سالانہ اجلاس مورخہ ۲۲، مارچ ۱۹۹۰ء بروز جمعرات ہو رہا ہے۔ دعا کریں کہ نابینا افراد کو اللہ تعالیٰ اُن کے مقاصد میں کامیاب کرے اور بینا افراد کے شانہ بشانہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمایاں کامیابی

○ مکرم علی حیدر صاحب اُپل (مربی سلسلہ) کے بیٹے عزیز محمد افضل صاحب اُپل نے ۸۰۰/۶۰۲، نمبر حاصل کر کے B.Sc میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اسی طرح ان کے چھوٹے بیٹے عزیز محمد انور اُپل مڈل کے امتحان میں ۸۵۰/۶۷۹، نمبر لیکر نصرت جہاں اکیڈمی میں دوسرے نمبر پہ آئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے

○ مکرم محمد نعیم احمد خان صاحب ابن مکرم محمد معین اختر صاحب (انسپکٹر تحریک جدید) دار الیمن شرقی ربوہ نے امسال بی۔ ایس۔ سی کے سالانہ امتحان میں ۵۹۴، نمبر حاصل کر کے ٹی۔ آئی کالج ربوہ میں مجموعی طور پر تھرڈ پوزیشن حاصل کی اور ریاضی اے کورس میں ۲۰۰/۱۸۴، اور ریاضی بی کورس میں ۲۰۰/۱۸۳، نمبر حاصل کر کے اوّل رہے اور کالج کے میتھ کے انفرادی ریکارڈ کو بھی بہتر کیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابیاں مبارک کرے۔

اعلان دار القضاء

"مکرم رجب علی قمر صاحب ولد بڈھے خان صاحب نمبر دار مکان نمبر ۶/۱۲ محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ امۃ الحفیظ راحیلہ صاحبہ کا پلاٹ ۳/۱۲ محلہ دار الیمن وسطی ربوہ برقبہ ۲ کنال ۱ مرلہ ۹۶ فٹ درخواست دہندہ کے نام منتقل کیا جائے لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دفتر قضاء کو اطلاع دے۔"

(ناظم دار القضاء ربوہ)

بحوالہ اعلان دار القضاء الفضل مورخہ ۱۰، فروری ۱۹۹۰ء ص۷ کالم نمبر ۳ و نمبر ۴ مزید اعلان کیا جاتا ہے کہ محترمہ مہراں بی بی صاحبہ کے قطعہ نمبر ۱/۱۱ دار الیمن ربوہ میں سے فضل دین صاحب درویش کے ۵ مرلہ کا رقبہ بھی مکرم فضل دین صاحب کی اولاد محمد اسماعیل، محمد ابراہیم، محمد اسحاق، عبدالمجید و محمد یعقوب کے نام انتقال کیا جانے پر کسی وارث یا غیر وارث کو اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دفتر قضاء کو اطلاع دے۔"

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

اعلان برائے نیلام

صدر انجمن احمدیہ کی مندرجہ ذیل اشیاء قابل فروخت ہیں۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ وہ ان اشیاء کو سٹور میں دیکھ کر مورخہ ۲۵، مارچ تک اپنے بند ٹنڈر نظامت جائیداد میں جمع کروائیں۔

کھڑکیاں بالٹی۔ گیٹ لکڑی۔ میز دفتری کرسیاں۔ الماری، سیمنٹ مکسر مشین ویلڈنگ پلانٹ وائبریٹر جستی پیٹیاں۔ ردم کولر۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ عارضی اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"تحریک وقفِ عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پر جاتے ہیں اُن کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دُعاؤں کی طرف اُن کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصّہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دُعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء)

خبریں

مُلکی خبریں

○ وزیرِ اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے اعلان کیا ہے کہ وہ ۲۰ مارچ کے مسئلے پر عدالت میں جائیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ آئینی ماہرین کی رائے یہ ہے کہ وزیرِ اعظم کے لئے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ اُنہوں نے الزام لگایا کہ پیپلز پارٹی نے پنجاب میں دہشت گرد بھجوائے ہیں۔ اس کے کوائف اور ثبوت جلد پیش کر دیئے جائیں گے۔

○ پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت نے پنجاب میں تبدیلی کے لئے اپنی حکمتِ عملی کو آخری شکل دے دی ہے۔

○ وزیرِ اعلیٰ نواز شریف نے کہا ہے کہ مجھے اقتدار سے ہٹانے کی تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی۔

○ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کے ۱۴ ہزار ملازمین کو پنشن دینے کا مطالبہ حکومتِ پنجاب نے منظور کر لیا ہے۔

○ بھارتی فوج سیز فائر لائن کے پار لہرایا جانے والا پرچم اتارنے میں ناکام ہو گئی۔ یہ پرچم ۱۱۔ فروری کو سرحد عبور کرنے والے پاکستانیوں نے لگایا تھا۔

غیر مُلکی خبریں

○ عراق میں ایک نئے قانون کی منظوری دی گئی ہے جس کے تحت عراقی مردوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بدکار ماؤں، بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ ان پر کوئی مقدمہ نہیں چلے گا۔ اس قانون کی منظوری حال ہی میں عراق کی اعلیٰ ترین انقلابی کونسل نے دی ہے۔ اگر کوئی زنا کی مرتکب پھوپھی، بھتیجی یا چچا تایا یا پھوپھی زاد بہن کو بھی ارادتاً قتل کرے گا تو کوئی قانونی کارروائی اسکے خلاف نہیں کی جائیگی

○ روسی پارلیمنٹ نے اس قانون کی منظوری دے دی ہے جس کے تحت آئین میں دُور رس تبدیلیاں کی گئی ہیں اور روس کے صدر اب ایک ایگزیکٹو صدر بن گئے ہیں۔ قانون کی منظوری کیلئے ۲ ہزار ارکان کی دو تہائی اکثریت بآسانی حاصل ہو گئی تھی۔ تاہم بعض ارکان نے اس قانون کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے روسی صدر کو بے پناہ اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی ہوا کہ صدر کے اختیارات کو متوازن بنانے کے لئے بعض پابندیاں عائد کر دی جائیں جن میں یہ بات شامل ہے کہ صدر کو ہنگامی حالات کے نفاذ سے قبل جمہوریتوں سے مشورہ کرنا ہو گا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں اور بھارتی فوج کے درمیان مسلسل جھڑپوں کے باعث اقتصادی حالت خراب ہو گئی ہے اور وادی کے مختلف علاقوں میں قحط کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

بقیہ: صـ ۵ سے آگے

کی روشنی پندرہ ارب نوری سال پہلے چلی تھی۔ اور آج ہم تک پہنچی ہے تو فاصلے اتنے ہیں۔ دوریاں اتنی ہیں۔ اجرام فلکی کی تعداد اور جسامت اتنی ہے کہ انسانی ذہن اس کے تصور سے بھی عاجز ہے، نگاہ اوپر اٹھتی ہے اور تھک ہار کر واپس آ جاتی ہے۔ اے اللہ اگر یہ ہے تیری کائنات تو تو کتنا عظیم ہے، تیری کرسی یا حکومت کتنی پھیلی ہوئی ہے۔

یہ ہے کائنات کا ایک دھندلا سا نقشہ یہ ہے ہماری وسیع و عریض کائنات جس کا صحیح اور مکمل نقشہ پیش کرنے سے سائنسدان بھی عاجز ہیں۔ بھلا اس میں ایک حقیر انسان کی حیثیت ہی کیا ہے وہ تو محض لاشے ہے اور اُسے اُس ربّ السموٰات کے آگے حقیر و ناچیز ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے جُھک جانا چاہیئے۔ اے اللہ تو عظیم ہے اور تیری کائنات وسیع و عریض اور عجیب و غریب۔

نمائندہ الفضل برائے سیالکوٹ

مکرم جلال الدین صاحب شاد ۱/۹۰ کچہری روڈ سیالکوٹ کو نمائندہ الفضل برائے سیالکوٹ مقرر کیا گیا ہے۔ جملہ امور برائے الفضل کے سلسلے میں احباب سے درخواست ہے کہ مکرم جلال الدین شاد صاحب سے تعاون کر کے ممنون فرمائیں۔ ان کا فون نمبر رہائش ۸۸۸۶۵ ہے۔

(مینجر الفضل)

بقیہ: صـ ۶ سے آگے

آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔ اور جب تک وہ زندہ رہے۔ وہ مقامی جماعت کے صدر بھی تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ صاحبہ نے ان کی دو کانوں کی زمین جماعت کو البیت کے لئے دے دی تھی۔ اور اب اسی جگہ قائم البیت ہے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس وقت میں ملک سے باہر تھا۔ میرے ایک عزیز نے بتایا کہ وہ لاہور میں دفن ہوئے اس وقت اُن کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریقِ رحمت فرماوے

باتصویر احمدی جنتری ۱۹۹۰ء — ضخامت ۶۰ صفحات

قیمت ۸/- بیرونی ممالک ایک پونڈ

الشرکت ربوہ۔ افضل برادرز۔ ربوہ

میگزین لین صدر۔ کراچی

مرتبہ شیخ عبدالماجد لاہور

"خاکسارانہ اور مسکینانہ زندگی بسر کریں"

(ملفوظات جلد نہم صـ ۴۲۸)

معیاری ہومیوپیتھک ....

پوٹنسیاں | مرکبات (پیٹنٹ ادویات) | مدر ٹنکچر | گولیاں | ٹکیاں | ملک شوگر

اور کتب تھوک و پرچون دستیاب ہیں

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون ۷۷۱ ۶۰۶ ۶۰۷